موضوع الخطبة: توقير الصحابة من أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة

الخطيب : فضيلة الشيخ ماجد بن سليمان الرسي/حفظه الله

لغة الترجمة: الأردو

المترجم: سيف الرحمن حفظ الرحمن التيمي (@Ghiras_4T)

موضوع:

صحابہ کی تعظیم اہل سنت والجماعت کے بنیادی عقائد میں سے ہے

پہلا خطبہ:

إن الحمد لله نحمده ، ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله.

حمد وصلاۃ کے بعد:

سب سے بہترین کلام اللہ کا کلام ہے، اور سب سے بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے، سب سے بدترین چیز دین میں ایجاد کردہ بدعتیں ہیں، اور (دین میں) ہر ایجاد کردہ چیز بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کا خوف ہمہ وقت دلوں میں زندہ رکھو، اس کی اطاعت کرو، اس کی نافرمانی سے بچو، جان رکھو کہ اہل سنت والجماعت کے بنیادی عقائد میں یہ شامل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تعظیم کی جائے، ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کیا جائے، ان کے حقوق کو جانا جائے اور ان کی پیروی کی جائے، ان کی اچھی تعریف کی جائے، ان کے لیے استغفار کیا جائے، ان کے باہمی اختلاف کے تعلق سے خاموشی اختیار کی جائے ، ان سے دشمنی رکھنے والوں سے دشمنی رکھی جائے، ان میں سے کسی کے بارے میں جو بری خبریں منقول ہیں اور جنہیں بعض تاریخ دانوں نے یا جاہل راویوں نے یا گمراہ شیعوں اور بدعتیوں نے نقل کیا ہے، ان سے اعراض برتا جائے، کیوں کہ یہ (بدعتی حضرات) اسی طرح کی خبریں نقل کرنے کے اہل ہیں، کسی صحابی کا برا تذکرہ نہ کیا جائے اور نہ ان کے کسی عمل کی شناعت بیان کی جائے ، بلکہ ان کی نیکیاں اور ان کی سیرت کے قابل ستائش پہلوؤں کو ذکر کیا جائے اور اس کے علاوہ ہر (نازیبا) چیز سے خاموشی اختیار کی جائے[1]۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اہل سنت والجماعت کے اصول میں سے ہے کہ ان کے دل اور ان کی زبانیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تئیں پاک اور صاف ہوتی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے تعلق سے اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا:

---

[1] معمولی تصرف کے ساتھ ماخوذ از: "الشفا" از: قاضی عیاض ' چھٹا باب: آپ کی توقیر میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ کے صحابہ کی تعظیم کی جائے اور ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کیا جائے۔

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾

ترجمہ: ان کے لئے جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب! بے شک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔[2]

اے مومنو! صحابہ کرام کو دیگر لوگوں پر یہ فضیلت وبرتری حاصل ہے کہ اللہ نے تمام بنی نوع انسانی میں انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لئے چنا، انہیں دنیاوی زندگی میں آپ کے دیدار سے شاد کام ہونے، آپ کے دہن مبارک سے حدیث پاک کو سماعت کرنے، آپ سے شریعت اور دینی احکام کو اخذ کرنے، اور آپ جس نور وہدایت کے ساتھ مبعوث کئے گئے، اسے (دنیا والوں تک) کامل ترین شکل میں پہنچانے کا خصوصی شرف بخشا، چناں چہ آپ کی صحبت میں رہنے، آپ کے ساتھ جہاد کرنے، اور اسلام کی نشرواشاعت اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دینے کی وجہ سے انہیں اجر عظیم سے سرفراز کیا گیا، ان کے بعد آنے والوں کو جتنا اجر وثواب ملے گا، انہیں بھی اس کے مثل اجر وثواب پہنچے گا، کیوں کہ وہی ان کی ہدایت وراستی کا سبب بنے، اور یہ بات معلوم ہے کہ جو شخص ہدایت وراستی کی دعوت دیتا ہے، اسے اتنا ہی اجر ملتا ہے جتنا اس پر چلنے والے کو ملتا

[2] ابن تیمیہ کا یہ قول "العقیدۃ الواسطیہ" سے ماخوذ ہے۔

ہے، اور اس اجر کی وجہ سے ان متبعینِ ہدایت کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی ہے۔

اے مومنو! اللہ تعالی نے صحابہ کرام کی نہایت عمدہ تعریف وتوصیف کی ہے، توریت وانجیل اور قرآن کریم میں ان کے ذکر کو بلند فرمایا ہے، اور ان سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے، فرمان باری تعالی ہے:

(مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہے ، آپس میں رحم دل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں، اللہ تعالی کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کے مثال انجیل میں ہے، مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا انکھوا نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہوگیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہوگیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے ،ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔

قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "یہ ایک مثال ہے جسے اللہ نے صحابہ کرام کے تعلق سے پیش کیا ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ پہلے

بہت تھوڑے ہوں گے، پھر ان کی تعداد بڑھ جائے گی اور وہ بہت تعداد میں ہوں گے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمزوری وناتوانی کی حالت میں دین کی طرف بلانا شروع کیا، تو یکے بعد دیگرے لوگ آپ کی دعوت کو قبول کرنے لگے یہاں تک کہ آپ کی دعوت مضبوط ہوگئی، بالکل اس پودے کی طرح جو بیج بونے کے بعد کمزور نظر آتا ہے، پھر دھیرے دھیرے اس میں تقویت آتی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کا تنا اور اس کی شاخیں مضبوط ہوجاتی ہیں، اس طرح یہ ایک نہایت درست مثال اور واضح ترین بیان ٹھہرا۔ انتہی

صحابہ کرام کی عظمت شان ورفعت مقام کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ نے ان کے تعلق سے یہ خبر دی ہے کہ وہ تقوی کی بات کے زیادہ مستحق اور اہل تھے، جیسا کہ سورۃ الفتح میں آیا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: (وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا)

ترجمہ: اللہ تعالی نے مسلمانوں کو تقوی کی بات پر جمائے رکھا اور وہ اس کے اہل اور زیادہ مستحق تھے اور اللہ تعالی ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

نیز یہ بھی خبر دیا ہے کہ اگر لوگ اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح صحابہ نے ایمان لایا تو وہ ہدایت یاب ہوجائیں گے، فرمان باری تعالی ہے:

(فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا)

ترجمہ: اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں۔

اللہ تعالی نے صحابہ کرام کے تعلق سے یہ گواہی دی ہے کہ وہ سچے مومن ہیں، فرمان باری تعالی ہے:(وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے پناہ دی اور مدد پہنچائی ، یہی لوگ سچے مومن ہیں، ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

قرآن کریم میں دو جگہوں پر یہ ذکر ہوا ہے کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا، وہ دو آیتیں یہ ہیں:(لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا)

ترجمہ: یقینا اللہ تعالی مومنوں سے خوش ہو گیا جب کہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔

دوسری جگہ سورہ توبہ ہے جس میں یہ وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالی ان سے راضی ہو گیا، فرمان باری تعالی ہے: (وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ)

ترجمہ: جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ ان کے

لئے ایسے مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوگی جن میں ہمیشہ رہیں گے ، یہ بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالی نے اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان صحابہ کرام سے مشورہ لینے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:(وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ)

ترجمہ: کام کا مشورہ ان سے کیا کریں، پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ تعالی پر بھروسہ کریں۔

ان کے بعد آنے والے مسلمانوں کو بھی اللہ نے یہ رہنمائی فرمائی ہے کہ وہ ان کے لئے استغفار کیا کریں اور مومنوں کے تئیں اپنے دلوں میں کینہ کپٹ نہ رکھیں، ارشاد ربانی ہے: (وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ)

ترجمہ: ان کے لئے جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب! بے شک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی واضح فرمایا کہ صحابہ کرام کا زمانہ سب سے بہترین زمانہ تھا، فرمایا: "سب لوگوں میں بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر جو ان کے قریب ہیں، پھر جو ان کے قریب ہیں"[3]۔

[3] اسے بخاری (۲۶۵۲) اور مسلم (۲۵۳۳) نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

صحیح مسلم کے الفاظ ہیں: "میری امت کے سب سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کے درمیان میں بھیجا گیا ہوں"۔

صحابہ کرام کی عظمت شان اور رفعت مقام کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ ان کا اجر و ثواب ان کے بعد آنے والوں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:"میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو، کیوں کہ تم میں کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو وہ ان کے مد یا نصف مد کے برابر نہیں پہنچ سکتا[4]"[5]۔

اس حدیث میں نصیف کا لفظ آیا ہے جس کے معنی نصف حصہ کے ہیں، اور مد ایک صاع کے چوتھے حصے کو کہتے ہیں، حدیث کا مطلب یہ ہے کہ صحابی کا صدقہ اگر ایک مُد ہو تو اس کا ثواب ان کے بعد آنے والوں کے صدقہ کے ثواب سے کہیں بڑھ کر ہے، خواہ ان کا صدقہ اُحد پہاڑ کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ صحابی کے اندر حد درجہ اخلاص اور ان کی نیت میں بے پناہ سچائی تھی۔

خلاصہ یہ کہ صحابہ کرام کو دیگر لوگوں پر دس خوبیوں کی وجہ سے فضیلت و برتی حاصل ہے:

---

[4] دیکھیں: النہایۃ

[5] اسے بخاری (۳۶۷۳) اور مسلم (۲۵۴۱) نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسی باب کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے' جسے مسلم (۲۵۴۰) نے روایت کیا ہے۔

۱-اللہ نے انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لئے منتخب کیا۔

۲-انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار اور آپ کی صحبت حاصل ہوئی۔

۳-نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے تھے۔

۴-وہ تمام لوگوں میں سب سے بہتر اور افضل تھے۔

۵-ان کی فضیلت وبرتری کا ذکر توریت وانجیل اور قرآن مجید میں آیا ہے اور ان تمام کتابوں میں ان کی تعریف کی گئی ہے۔

۶-انہوں نے اسلام لانے میں سبقت کی۔

۷-انہوں نے اللہ، دین اسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جان ومال اور آل واولاد کی قربانی پیش کی، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو انہوں نے حوصلہ دیا اور آپ کے پائے ثبات میں تزلزل نہیں آنے دیا، اور دین اسلام کے قیام کی راہ میں پیش آنے والی ہر تکلیف کو برداشت کیا۔

۸-وہ ان تمام قابلِ ستائش اوصاف سے متصف تھے جنہیں انہوں نے بلا واسطہ طور پر مشکاۃِ نبوت سے اخذ کیا تھا اور ان کی تربیت پائی تھی۔

۹-انہوں نے قرآن وسنت کو (اپنے سینوں میں) محفوظ کیا اور دنیا والوں تک انہیں پہنچایا، اور انہیں کے سبب قیامت تک پوری دنیا میں اسلام پھیلتا رہے گا۔

۱۰-وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین الہی کے سب سے زیادہ جانکار تھے، جس بات پر ان کا اجماع ہو گیا اس کی خلاف ورزی کوئی نہیں کر سکتا۔

یہ وہ دس خوبیاں ہیں جن کے سبب صحابہ کرام اپنے سے قبل اور اپنے بعد کے دیگر تمام لوگوں پر فائق ہیں، اللہ ان تمام سے راضی ہو۔

اللہ تعالی مجھے اور آپ کو قرآنِ عظیم کی برکت سے مالا مال کرے، مجھے اور آپ کو اس کی آیتوں اور حکمت پر مبنی نصیحت سے فائدہ پہنچائے، میں اپنی یہ بات کہتے ہوئے اللہ سے اپنے لئے اور آپ سب کے لئے ہر طرح کے گناہ سے توبہ واستغفار کرتا ہوں، آپ بھی اللہ سے مغفرت طلب کریں، یقیناوہ خوب توبہ قبول کرنے والا اور بہت بخشنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ:

الحمد لله وكفى، وسلام على عباده الذين اصطفى، أما بعد:

مسلمانو ! صحابہ اپنے مراتب و فضائل میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔اہل سنت الجماعت اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ نبی کے بعد اس امت میں سب سے بہتر ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان اور پھر علی ہیں ،اہل سنت والجماعت انصار پر مہاجرین کو فوقیت دیتے ہیں کیوں کہ مہاجرین کو اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل ہے ،پھر ان کے بعد انصار کا مرتبہ ہے (جنہوں نے اسلام قبول کیااور) اللہ کے رسول کو پناہ دی اور اپ کی مدد کی ۔ اہل سنت و الجماعت فتح [6] سے پہلے خرچ کرنے اور جنگ کرنے والوں کو فتح کے بعد خرچ کرنے اور جنگ کرنے والوں پر فوقیت دیتے ہیں

[6] یعنی: فتح حدیبیہ

اور وہ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اہل بدر جن کی تعداد تین سو تیرہ کے قریب تھی، ان کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: "تم جو چاہو کرو، میں نے تم سب کو معاف کر دیا"[7]۔

نیز یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی جہنم میں نہیں جائے گا اور ان کی تعداد چودہ سو سے زائد تھی ،وہ ان کے لئے جنت کی گواہی دیتے ہیں جن کے لئے اللہ کے رسول نے گواہی دی ہے جیسے عشرہ مبشرہ اور دیگر صحابہ کرام۔

اے مومنو!

صحابہ کے ہم پر چار حقوق ہیں:

پہلا حق: ان سے محبت کرنا اور ان سے راضی رہنا جیسا کہ اللہ نے مومنوں کو اس فرمان میں حکم دیا ہے: (وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ)

ترجمہ: ان کے لئے جو ان کے بعد آئیں کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ نہ ڈال، اے ہمارے رب! بے شک تو شفقت ومہربانی کرنے والا ہے۔

---

[7] اسے بخاری (۳۰۰۷) اور مسلم (۲۴۹۴) نے علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

دوسرا حق: اس بات پر ایمان رکھنا کہ وہ دینی امور کو امت میں سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے اس لئے کہ انہوں نے نبی کی نگرانی میں تربیت پائی تھی اور نزول قرآن کا مشاہدہ کیا تھا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی خبر دی ہے کہ ان میں چار متقدمین (صحابہ)-خلفائے راشدین- کی سنت لائقِ اتباع ہے، بعد والوں کو چاہیئے کہ وہ ان کے طریقہ کار کی پیروی کریں ۔رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو اللہ سے ڈرنے اور (حاکم کی بات) سننے اور (ان کی) اطاعت کرنے کا حکم دیتا ہوں اگرچہ کوئی کٹے ہوئے اعضاء والا حبشی غلام ہی کیوں نہ حاکم ہو، کیوں کہ تم میں سے آئندہ جو زندہ رہے گا وہ (امت کے اندر) بہت سارے اختلافات دیکھے گا تو تم (باقی رہنے والوں) کو میری وصیت ہے کہ نئے نئے فتنوں اور نئی نئی بدعتوں میں نہ پڑنا، کیوں کہ یہ سب گمراہی ہیں، چناں چہ تم میں سے جو شخص ان حالات کو پالے تو اسے چاہیئے کہ وہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت پر قائم اور جمارہے اور میری اس نصیحت کو اپنے دانتوں کے ذریعے مضبوطی سے تھام لے"[8]۔

تیسرا حق: ان کے آپسی جھگڑوں کے بارے میں خاموشی برتنا۔

چوتھا حق: بعض بدعتی جیسے روافض اور ان کے طریقے پر چلنے والے لوگ جو کچھ صحابہ کے متعلق کہتے ہیں، اس بارے میں صحابہ کا دفاع کرنا۔

اسے ابن حبان (۱/۱۷۹) نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے' نیز اسے ابو داود (۴۶۰۷)' ابن ماجہ (۴۲)' ترمذی
(۲۶۷۶) اور احمد (۴/۱۲۶-۱۲۷) وغیرہم نے روایت کیا ہے اور البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

یہ بھی جان رکھئے -اللہ آپ سب پر رحم کرے -کہ اللہ نے آپ سب کو ایک عظیم کام کا حکم دیا ہے : (إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا)

ترجمہ: اللہ تعالی اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔

اللہ کے بندو ! اللہ تعالی عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اور ظلم وزیادتی سے روکتا ہے۔اللہ عظیم و برتر کا ذکر کرو، وہ بھی تمہارا ذکر کرے گا، اس کی نعمتوں پر شکریہ ادا کرو، وہ تمہیں اور نوازے گا، یقینا اللہ تعالی کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے اور اللہ تعالی تمہارے کاموں سے خوب واقف ہے۔

از قلم: ماجد بن سلیمان الرسی، ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۴۴۲ھ، شہر جبیل، سعودی عرب